ازدواجی زندگی کے بارے میں اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات

The Islamic Ideological Council's Recommendations on Marital life

محمد عثمان غنی: پی ایچ۔ڈی سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد

ڈاکٹر عمر حیات: ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد

Abstract:

Council of Islamic Ideology (cii) was set up 1962. It is a constitutional body of Pakistan which is responsible for giving legal advice on Islamic issues to the government and the parliament. The main objective of the council is to analyze the existing laws in country in the light of Islamic spirit and to mold them according to Islam (Quran & Sunnah) because Pakistan was came into existence to promote the teachings of Islam and to lead the life according to it. Moreover one of the objective of the council was also to give recommendations to Govt. of Pakistan regarding different areas such as economics, agriculture, education, health, social system, media reforms etc. that article addresses the recommendations of council about family life. In this article, wedlock (Nikaah) related injunctions for example importance of guardian's willing, weightage to female voice, unnecessary expenses of marriage and recommendations about dowry etc are also discussed. Moreover matrimonial delay life matter of feeding and dressing of the life partner and guidance to resolve the dispute among the couple through consultation is guide lined.

مسلمان کے لیے لازم ہے کہ وہ اپنے عقائد، عبادات، معاملات اور اخلاقیات میں اللہ تعالیٰ کی شریعت کی پیروی کرے جو وحی الٰہی یعنی قرآن پاک کی صورت میں موجود ہے اور ان تعلیمات الٰہی کی تشریح و توضیح حضور کریم ﷺ کی احادیث کی شکل میں ہوتی ہے۔ شریعت کی تعلیمات کو "قانون الٰہی" سے تعبیر کیا جاتا ہے جس کا نفاذ لازم ہوتا ہے دین کا مفہوم و مقصود ہی یہ ہے۔

دین اسلام کے معنی ہیں "انقیاد الامر الآمر ونہیة بلا اعتراض" (1)

حکم دینے والے (اللہ) کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر دینا اور جس (کام) سے وہ (اللہ) روکے، اس سے بغیر اعتراض کے رک جانا۔

مسلم ریاست کے ارباب اختیار و اقتدار کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے "اختیار اعلیٰ" کو تسلیم کرتے ہوئے اس کے نازل کردہ احکام و قوانین کی فوقیت کو من و عن تسلیم کریں اور شریعت

اسلامیہ کی تعلیمات کے مطابق ہی فروعی قوانین وضع کریں اور دنیاوی زندگی کے تمام پہلوؤں میں اللہ تعالیٰ کے قوانین کی تعمیل و تنفیذ یقینی بنائیں۔

اللہ پاک فرماتے ہیں:

﴿الذین ان مکناھم فی الارض اقاموا الصلاۃ و آتواالزکوٰۃ وامروابالمعروف و نھوعن المنکر﴾ (2)

یہ وہ لوگ ہیں جنھیں اگر ہم زمین میں اقتدار بخشیں تو وہ نماز قائم کریں گے، زکوۃ ادا کریں گے، معروف کا حکم دیں گے اور منکر سے منع کریں گے اور تمام معاملات کا انجام کار اللہ پاک کے ہاتھ میں ہے۔

یعنی اسلامی ریاست و حکومت کا مطلب ہی اقامت دین ہے اور کتاب و سنت کی تعلیمات کے مطا بق اسلامی معاشرہ کی تشکیل کا فریضہ سرانجام دینا ہے۔

پاکستان ایک نظریاتی اسلامی مملکت ہے اس کی نظریاتی بنیادوں میں یہ بات طے شدہ تھی کہ اس ملک میں قانون سازی قرآن وسنت کے مطابق ہوگی اور اسلام کے گہوارا کے طور پر یہ مملکت باقی دنیا کے ممالک کے لیے نمونہ بنے گی اور اس کا مقصد وجود ہی یہی تھا کہ پاکستان کو شریعت اسلامی کے عملی نفاذے لیے ایک تجربہ گاہ کے طور پر دیگر غیر اسلامی دنیا کے سامنے پیش کیا جائے گا۔

قائدِ اعظم نے 27 فروری 1948ء کو ریڈیو پاکستان سے خطاب کرتے ہوئے واضح کیا تھا:

"مجلس دستور ساز پاکستان کو ابھی پاکستان کا دستور مرتب کرنا ہے مجھے اس بات کا علم نہیں کہ دستور کی حتمی شکل کیا ہوگی لیکن مجھے اس امر کا یقین ہے کہ یہ جمہوری نوعیت کا ہوگا جس میں اسلام کے لازمی اصول شامل ہوں گے۔ آج بھی ان اصولوں کا اطلاق ایسے ہی ہو سکتا ہے جیسے تیرہ (13) سو سال قبل ہو سکتا تھا اسلام نے ہر شخص کے ساتھ عدل و انصاف کی تعلیم دی ہے ہم ان شاندار روایات کے وارث ہیں اور پاکستان کے آئندہ دستور کے مرتبین کی حیثیت سے ہم اپنی ذمہ داریوں اور فرائض سے باخبر ہیں"(3)

پاکستان میں قانون سازی کے ضمن میں پہلی کاوش قرار داد مقاصد کی صورت میں ہوئی اور یہ قرارداد پاکستان کے تینوں آئینوں میں اہم جز کی حیثیت سے موجود ہے اس قرارداد کی رو سے یہ بات طے پا گئی تھی کہ پاکستان میں کوئی بھی قانون اسلامی اصولوں کے خلاف نہیں بنایا جائے گا۔

اس قرارداد کی اہمیت کے بارے میں ڈاکٹر شہزاد اقبال شام لکھتے ہیں:

" قرار داد مقاصد فی الحقیقت دستور کے لیے ایک سنگ میل تھا جس نے آگے چل کر پاکستان کے آئینی و قانونی نظام پر گہرے اثرات مرتب کیے اس قرار داد کی منظوری سے قوم کو کوئی فوری اسلامی دستوری منزل تو نہ مل سکی لیکن اس سے یہ واضح ہو گیا کہ پاکستان کا دستور کن خطوط پر استوار ہو گا۔"(4)

مملکت پاکستان میں پہلا آئین پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے سات(7)سال بعد 1954ء کو نافذ ہوا اس تاخیر کی وجہ محمد علی بوگرہ نے یوں بیان کی:

“The delay in constitutional development was inevitable because we wanted to frame our constitution on a new ideology, on Islamic principles.” (5)

آئینی پیش رفت میں تاخیر اس لئے ناگزیر تھی کیونکہ ہم اپنے (پاکستان کے) آئین کو جدید اسلامی فکر اور اسلامی اصولوں کے مطابق تشکیل دینا چاہتے تھے۔

1956ء کے آئین کے بعد 1962ء کا آئین نافذ ہوا اس آئین کی تشکیل کے لئے مقرر کردہ کمیشن نے اپنی رائے یوں دی۔

“It cannot be doubted that majority in this country now desires an Islamic way of life.”(6)

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ملک (پاکستان) کی اکثریت اسلامی طرز زندگی کو اپنانا چاہتی ہے۔

یعنی پاکستان کے آئین سازوں کو اس بات کا ادراک تھا کہ پاکستان کی اکثریتی عوام اپنی انفرادی و اجتماعی زندگی، معاشرت، معیشت اور سیاست کو اسلامی اصولوں اور تعلیمات کے مطابق ڈھالنا چاہتے

تھے۔اس مقصد کے لئے ضروری تھا کہ پاکستان میں مسلم قانون سازی کی جاتی اور قانون ساز اداروں کو اسلامی فکر سے متعلقہ مشاورت و معاونت مہیا کی جاتی چنانچہ اسی کام کے لئے "اسلامی مشاورتی کونسل" کے نام سے ایک ادارہ 1962ء کے آئین کے روسے قائم کیا گیا۔اس خاص ادارہ کے قیام کا مقصد تھا کہ پارلیمان اور عوام کو مسلم قانون سازی کے حوالے سے فکری و قانونی راہنمائی مہیا کی جائے۔اس ادارہ کے فرائض منصبی میں یہ بات شامل تھی کہ مرکزی و صوبائی حکومتیں ایسی سفارشات کریں جن کی رو سے ریاست پاکستان میں مسلم قانون سازی ہو اور مسلمانان پاکستان قرآن و سنت کی تعلیمات کے مطابق زندگی گزار سکیں اور یہ ادارہ پہلے سے نافذ قوانین کا بھی جائزہ لے اور اگر کسی قانون یا اس کی کسی شق کو اسلامی تعلیمات سے متصادم پائے تو شریعت اسلامیہ کو سامنے رکھ کر جدید تقاضوں کے مطابق اس قانون میں ترامیم تجویز کرے۔ 1973ء کے آئین میں اسی ادارے کا نام تبدیل کر کے "اسلامی نظریاتی کونسل" رکھ دیا گیا اور اس ادارے کے اراکین کی تعداد بھی بڑھا کر بیس (20) کر دی گئی۔

اسلامی نظریاتی کونسل اپنے یوم آغاز سے لے کر آج تک پاکستان میں مسلم قانون سازی کے حوالے سے بہترین راہنمائی اور معاونت فراہم کر رہی ہے۔کونسل سے کسی قانون کی نوعیت کے بارے میں پارلیمانی ادارے استفسار کرتے ہیں یا پھر کونسل کسی قانون کو خلافِ اسلام جانتے ہوئے ازخود نوٹس لیتی ہے اس کے بعد چیئرمین کی سربراہی میں کونسل کے اراکین کا اجلاس ہوتا ہے۔کونسل کے اراکین پیش آنے والے مسئلہ کو فقہی نکتہ نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ مآخذ شریعت سے استفادہ کیا جاتا ہے، دیگر مسلم ممالک کے قوانین کا جائزہ لیا جاتا ہے اور دیگر مختلف تحقیقی طریقہ کار اپنا کر کونسل کے فقیہہ اور فاضل اراکین خوب بحث و تمحیص کے بعد پارلیمان کو سفارشات پیش کرتے ہیں۔یہ سفارشات ازخود ملکی قانون تو نہیں بنتی ہیں تاہم پارلیمان کی ذمہ داری ہے کہ قانون سازی کے مراحل میں ان سفارشات سے استفادہ کرے اور ان سفارشات کی روشنی میں ملک پاکستان کی قانون سازی کی جائے۔(7)

اسلامی نظریاتی کونسل نے نظام تعلیم کے قیام، نظام معیشت کی اسلامی اصولوں پر تشکیل،اسلامی معاشرتی نظام کے قیام، ذرائع ابلاغ کی حدود و قیود، ملک پاکستان میں اسلامی قانون کے نفاذ اور عائلی نظام زندگی کی اسلامی تعلیمات کے مطابق تشکیل جیسے موضوعات کے بارے میں گراں قدر سفارشات پیش کی ہیں۔

زیر نظر مقالہ میں عائلی زندگی کے مختلف پہلوؤں کے بارے میں کونسل کی سفارشات کا ناقدانہ جائزہ پیش کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

نکاح سے متعلقہ مسائل کے بارے سفارشات:

شریعت اسلامیہ کے عائلی نظام کے آغاز کا پسندیدہ، مشروع اور مستحسن طریقہ "نکاح" ہے۔ دین اسلام نے انسان کو اپنی فطری ضرورت کو جائز اور مناسب طریقہ سے پورا کرنے کے لیے نکاح واجب قرار دیا ہے۔

حضور کریم ﷺ نے فرمایا:

"النکاح سنتی فمن لم یعمل بسنتی فلیس منی"(8)

نکاح کرنا میری سنت ہے اور جس نے میری سنت پر عمل نہ کیا وہ مجھ میں سے نہیں۔

اس حدیث مبارکہ سے نکاح کی سنت کی اہمیت و فرضیت کی نوعیت واضح ہوتی ہے اب چونکہ نکاح کرنا اہم سنت رسول ﷺ ہے اس لیے ضروری ہے کہ اسے ادا بھی حضور کریم ﷺ کے طریقے کے مطابق ہی کیا جائے تاکہ دنیاوی واخروی فوائد حاصل ہوں۔

اسلامی نظریاتی کونسل نے نکاح اور اس سے متعلقہ دیگر پہلوؤں کے بارے میں سفارشات پیش کی ہیں ان کا مختصر تجزیہ پیش کی جاتا ہے۔

"ولی"(سرپرست) سے مشاورت:

دین اسلام نے ہر شخص کے حقوق و فرائض متعین کیے ہیں اور دائرہ کار کے اندر رہ کر اختیارات استعمال کرنے کے عمل کی حوصلہ افزائی کی ہے۔ جیسا کہ نکاح کے عمل میں ولی کی اہمیت و حیثیت کو حضور کریم ﷺ نے یوں واضح فرمایا ہے۔

" لانکاح الابولی" (9) ولی کے بغیر نکاح نہیں ہے۔

اسلامی نظریاتی کونسل نے سفارش کی کہ اگر عاقلہ بالغہ اپنا نکاح خود کرے تو یہ نکاح درست ہے تاہم لیکن اگر وہ غیر کفو میں کرے تو ولی اعتراض کر سکتا ہے تاہم معاشرے کی موجودہ صورتحال میں

لڑکیوں کا گھر سے بھاگ کر نکاح کرنا فتنہ وفساد اور لڑائی کا باعث بنتا ہے اس لیے اس صورتحال کا سد باب کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اگر بیوہ عورت اپنی مرضی سے نکاح کرے تو کوئی حرج نہیں تاہم کنواری لڑکی کے لیے یہی مناسب ہے کہ اس کا نکاح ولی کی مرضی سے ہو اس کے ساتھ ساتھ لڑکی کی رضامندی کو بھی یقینی بنایا جائے اس سلسلے میں میڈیا، مساجد اور مختلف فورمز اپنا کردار ادا کریں۔(10)

لڑکی کی رضامندی کی اہمیت:

معاہدہ نکاح میں جہاں ولی یا سربراہ کا کردار اہم حیثیت کا حامل ہے وہاں اس بات کی تاکید بھی کی گئی ہے کہ عورت کی رضامندی کا خیال رکھا جائے اور شادی کے سلسلہ میں اس پر ناجائز دباؤ نہ ڈالا جائے۔

اگرچہ لڑکے اور لڑکی دونوں ہی نکاح کے سلسلے میں ناجائز دباؤ سے متاثر ہوتے ہیں تاہم پاکستانی معاشرے میں عام طور پر لڑکے کی رضامندی کا پھر بھی خیال رکھا جاتا ہے یا پھر لڑکے لڑ جھگڑ کر یا کسی اور دباؤ کے ذریعے اپنی بات منوا لیتے ہیں لیکن لڑکی جو کہ نکاح کا دوسرا اہم ترین فریق ہے اس سے خاطر خواہ مشاورت نہیں کی جاتی ہے اور اس کی دلی رضامندی کا خیال کیے بغیر ہی رشتے طے کر دیئے جاتے ہیں اور لڑکیاں اپنی فطری شرم اور جھجک کی وجہ سے والدین اور معاشرتی دباؤ پر سر تسلیم خم کر دیتی ہیں ایسی شادیاں "جبری شادیاں" کہلاتی ہیں۔

نعیم صدیقی لکھتے ہیں:

"پرانی جاہلیتوں میں سے ایک جاہلیت یہ بھی کارفرما ہے کہ رشتے بچپن میں طے ہو جاتے ہیں۔ شادی اور اس کے سارے مقتضیات تک کو اندھا دھند طے کرنا بڑوں نے اپنے ذمہ لے رکھا ہے اور ان کے فیصلے گویا ہائی کورٹ یا سپریم کورٹ کے ہوتے ہیں۔ کسی مرحلے پر بچوں سے کچھ پوچھنا، مشورہ لینا یا کسی واسطے سے ان کا عندیہ لینا تو بالکل خارج از بحث ہوتا ہے۔"(11)

اسلامی نظریاتی کونسل نے سفارش کی کہ اگر عورت بیوہ یا مطلقہ ہو اور دوسرے شادی کی خواہش مند ہو تو اس پر کوئی قدغن نہیں کیونکہ اس کو (عائلی زندگی کا) تجربہ ہے اور اگر عاقلہ بالغہ کنواری لڑکی ہے تو ولی (سرپرست) کو چاہیے کہ لڑکی کو اعتماد میں لے اور اگر لڑکی خود اپنا نکاح کرنا چاہے تو ولی کو اعتماد میں لے۔(12)

کونسل کے اس فیصلے کی صراحت حدیث نبوی ﷺ سے بھی ہوتی ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ ثیبہ (بیوہ یا مطلقہ عورت) کا اپنے نفس سے متعلق اختیار اپنے ولی (سرپرست) سے بڑھ کر ہے اور باکرہ(کنواری) سے اس کے نفس سے متعلق پوچھااور اس کا خاموش رہناہی اس کا اجازت دینا ہے۔(13)

ولی کی رضامندی اور دلی خواہش عورت کی رضامندی اور دلی خواہش پر مقدم نہیں ہے اگر لڑکی کی رائے اور سرپرست کی رائے ایک دوسرے سے متصادم ہوں تو لڑکی کی رائے کے موافق ہی فیصلہ کیا جائے گا جیسا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کہ کہ حضور کریم ﷺ کے پاس ایک باکرہ (کنواری) لڑکی حاضر ہوئی اور ذکر کیا کہ اس کے باپ نے اس کی خواہش کے برعکس اس کا نکاح ایسے شخص سے کردیا ہے جس کو وہ ناپسند کرتی ہے۔ حضور کریم ﷺ نے اس لڑکی کو اختیار دے دیا کہ وہ نکاح برقرار رکھے یا ختم کردے۔(14)

جبری شادی کی ایک اور قسم یہ بھی ہے کہ قبائل میں باہمی لڑائیاں اور قتال کے خاتمہ کے لیے اور صلح کے مقصد کے لئے لڑکی پر دباؤ ڈالا جاتا ہے کہ فلاح مرد سے شادی کرلو تاکہ باہم خون ریزی کا خاتمہ ہو اور اس رشتے کی وجہ سے اعتماد کی فضا بحال ہو۔

کونسل نے سفارش کی کہ "بدل صلح" میں کوئی بھی لڑکی (بالغ ہو یا نابالغ، راضی ہو یا نہ ہو) نکاح میں نہیں دی جاسکتی اس پر قانونی لحاظ سے پابندی ضروری ہے۔(15)

صلح کرنا اور کروانا ایک مستحسن عمل ہے لیکن لڑکی پر دباؤ ڈال کر اس کو نکاح کے لئے مجبور کرنا غیر شرعی کام ہے۔ شریعت اس بات پر زور دیتی ہے کہ غیر شرعی رسوم اور روایات کو اسلامی تعلیمات کے موافق کیا جائے نہ کہ شریعت کو ڈھال بنا کر ناجائز رسوم ورواجات کو اپنایا جائے۔

اسلامی نظریاتی کونسل نے نکاح خواں اور رجسٹرار حضرات کے بارے میں بھی سفارش کی کہ یہ خوب چھان بین اور اطمینان کرلیں کہ فریقین (دولہا اور دلہن) پر شادی کے سلسلہ میں کوئی جبر تو نہیں کررہا ہے۔(16)

یعنی اسلام نے نکاح کے عمل میں ولی اور عورت دونوں کی رضامندی کو لازم وملزوم قرار دے کر ایک ایسا معتدل اور متوازن راستہ اختیار کیا ہے جس میں کسی بھی فریق کے حقوق پامال نہ ہوتے ہیں اور نہ

فریقین کا استحقار یا استخفاف ہوتا ہے اور یہ بات ضروری ہے کہ والدین اور سرپرست حضرات اپنی مصلحت ،قبائل میں صلح، لین دین ، فرض، نوکری، رسوم و رواج اور سیاسی مفاد یاد باؤ کو بنیاد بنا کر اولاد خصوصاً بیٹیوں کی خواہشات اور ارمانوں کو پس پشت ڈالیں بلکہ اگر لڑکا اور لڑکی ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں اور دونوں اطراف میں کوئی شرعی قباحت نہ ہے تو والدین ان کو اپنی نگرانی میں رشتہ ازدواج میں باندھ دیں۔

شادی بیاہ کی مسرفانہ رسومات کے خاتمہ کے بارے سفارشات:

دین اسلام نے لوگوں کے معاشرتی رویوں، علاقائی اور قومی رواجات کو مکمل طور پر مسترد نہیں کیا ہے بلکہ ایسے رسوم ورواجات کو جو مقاصد شریعہ تحفظ دین، تحفظ جان، تحفظ عزت، تحفظ مال اور تحفظ نسل کو نقصان نہیں پہنچاتے ہیں انھیں برقرار رہنے دیا ہے لیکن ایسے رسوم و رواجات جو لوگوں کے لئے مشکلات اور تنگی کا باعث بنتے ہیں ان کی بھرپور مذمت کی گئی ہے جیسا کہ شادی و بیاہ کے موقع پر بے جا خرچ اور اسراف سے منع کیا گیا ہے جب کہ سادگی کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔

اسلامی نظریاتی کونسل نے حکومت کو سفارش کی کہ شادی و بیاہ کی رسومات مثلاً جہیز، مایوں اور مہندی وغیرہ پر کڑی پابندی لگائی جائے چونکہ ان کاموں سے معاشرے میں فساد اور پریشانی پھیلتی ہے اس لیے ان معاملات میں حکومتی دخل اندازی واجب ہے نیز بارات میں زیادہ افراد، زیورات کی نمائش اور دلہن کے گھر والوں کی طرف سے زیادہ کھانا بنانے کی حوصلہ شکنی کی جائے۔(17)

اسلام نے نکاح کے عمل کو آسان سے آسان تر بنایا ہے تاکہ یہ ہر غریب و امیر کے لیے قابل حصول ہو۔ کونسل نے یہ بھی تجویز کیا کہ حکومتی نمائندے اور ممتاز علماء کرام ایسی تقاریب میں شرکت نہ کریں جن میں اسراف و تبذیر سے کام لیا جارہا ہو تاکہ حکومتی سرپرستی کا تاثر پیدا نہ ہو۔(18)

ولیمہ ایک مسنون دعوت ہے جس کی ترغیب حضور کریم ﷺ نے صحابہ کرام کو بار بار دلائی ہے کہ استطاعت کے مطابق ولیمہ ضرور کیا جائے لیکن موجودہ دور میں یہ مسنون دعوت بھی اسراف و تبذیر اور نمود و نمائش پر مبنی سیاسی اجتماعات کا رنگ لیے ہوتی ہے۔ عہد نبوی ﷺ میں صحابہ کرام کے اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کی شادی میں کسی بڑے اجتماع کا ثبوت نہیں ملتا ہے۔(19)

حضور کریم ﷺ نے ایسی دعوت ولیمہ کو بدترین کھانا ارشاد فرمایا ہے جس میں فقراء و مساکین پر امراء اور مالداروں کو ترجیح دی جائے۔(20)

اسلامی نظریاتی کونسل نے شادی و بیاہ میں اسراف و تبذیر سے بچنے کی سفارش کرتے ہوئے تجویز کیا کہ تمام غلط رسومات اور معاشرتی رویوں کو ایک بار قرآن اور سنت کی روشنی میں ازسرنو جانچا اور پرکھا جائے اور غلط رواجات کو ختم کرنے پر پوری توجہ مرکوز کی جائے۔(21)

ایک اور غلط اور قبیح رواج "جہیز" کا ہے جو کہ شادی کا اہم جزو بن چکا ہے اور اس کے بغیر شادی کا تصور بھی محال ہے۔ نام و نمود اور دکھلاوے کی خاطر روز بروز اس کی مقدار میں اضافہ ہو رہا ہے بعض شادیوں میں دولہا اور اس کے گھر والے باقاعدہ جہیز کا مطالبہ کرتے ہیں اس سلسلے میں نظریاتی کونسل نے اپنی رائے میں کہا کہ اگر لڑکی کے والدین اپنی دلی خوشی اور استطاعت کے مطابق اپنی بیٹی کو تھوڑا یا زیادہ ساز و سامان عنائت کرنا چاہیں تو یقیناً یہ ایک جائز عمل ہے لیکن والدین یہ کام دلی خوشی اور استطاعت کے مطابق بغیر کسی دباؤ اور مطالبہ کے کریں۔ شان و شوکت، امارت کے اظہار اور وراثت سے محروم کرنے کے جذبہ سے والدین کے لیے اپنی بیٹی کو جہیز دینا شرعی طور پر جائز نہیں ہے۔(22)

ازدواجی رہن سہن کے بارے میں اسلامی نظریاتی کونسل کی تجاویز:

میاں بیوی کے رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے کے بعد خاندان کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اپنی بیوی کو نان و نفقہ کی فراہمی یقینی بنائے چونکہ بیوی اپنے شوہر کی فطری ضرورت پورا کرتی ہے اور اپنے آپ کو شوہر کے لئے محبوس و مقید رکھ کر اس کے بچوں کی نگہداشت کرتی ہے۔ اس لیے مرد خواہ مالدار ہو یا غریب اس پر بیوی کا خرچ پورا کرنا واجب ہے تاکہ بیوی معاشی مسائل سے آزاد رہ کر نسل نو کی تربیت کی ذمہ داری نباہ سکے۔

﴿ وعلی المولود رزقھن وکسوتھن بالمعروف لا تکلف نفس الا وسعھا ﴾ (23)

اور مرد (شوہر) کے ذمہ ان عورتوں (بیویوں) کو کھانا اور لباس معروف طریقہ کے مطابق لازمہ ہے اور کسی جان کو اس کی وسعت سے بڑھ کر تکلیف نہ دی جائے گی۔

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ ہند بنت عتبہ نے رسول کریم ﷺ سے اپنے خاوند کی شکایت کی کہ وہ اپنی بیوی اور اولاد کو اپنے مال میں سے کچھ بھی نہیں دیتا۔ حضور کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس کے مال میں سے اتنا لے لیا کرو جو تجھے اور تیری اولاد کے خرچ کے لئے کافی ہو۔(24)

معلوم ہوتا ہے کہ اگر مالی استطاعت کے باوجود خاوند اپنی بیوی کو نان نفقہ نہیں دیتا تو بیوی اپنے شوہر کو بتائے بغیر اس کے مال سے لے سکتی ہے بلکہ اگر خاوند شرعی عذر کے بغیر ایسا کرتا ہے تو حضرت سعید بن مسیب فرماتے ہیں کہ ایسے شخص اور اس کی بیوی کے درمیان تفریق کروادی جائے۔(25)

اسلامی نظریاتی کونسل نے سفارش کی کہ اگر شوہر چھے (6) ماہ تک نفقہ دینے سے غفلت برتے یا بلاوجہ جائز انکار کرے تو عورت کو عائلی عدالت میں جاکر تفریق کا حق حاصل ہونا چاہیے اور اگر عدالت اس نتیجے پر پہنچے کہ نفقہ دینے کا کوئی شرعی عذر نہ ہے تو عدالت پہلے مرحلہ پر خاوند کو تنبیہ کرے اور نان و نفقہ کی ادائی کا حکم دے۔ عدم تعمیل اور انکار کی صورت میں عدالت تنسیخ نکاح کردے۔(26)

شوہر پر بیوی کا نان نفقہ نکاح کی وجہ سے عائد ہوتا ہے اور جب تک عورت بغیر کسی شرعی عذر کے خاوند کے پاس رہائش پذیر رہتی ہے اور اس کے حقوق کی ادائی سے انکار نہیں کرتی ہے اس وقت تک خاوند کے ذمہ ہے کہ وہ نان نفقہ کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کرے۔

کونسل نے سفارش کی کہ خاوند اپنی مطلقہ بیوی کو دوران عدت بھی خرچ دینے کا پابند ہے کیونکہ اس دور میں دوبارہ رجوع کی امید ہوتی ہے اور عورت اپنے خاوند کے گھر رہائش پذیر ہوتی ہے۔(27)

ازدواجی تنازعات کو مصالحت و مشاورت سے حل کرنا:

اسلام صالح معاشرے کے قیام کے لیے میاں بیوی کے درمیان کشیدگی کے احکامات کا قلع قمع کرتے ہوئے ایسی فضا پیدا کرنا چاہتا ہے کہ میاں بیوی محبت و مؤدت سے رہیں اور اگر ان دونوں کے درمیان رنجش اور کشیدگی کے امور پیش آجائیں تو مصالحت و مشاورت سے ان کو حل کیا جائے کیونکہ بیرونی مداخلتوں سے معاملات سلجھنے کی بجائے بگڑتے ہیں اس کی ایک صورت یہ ہے کہ مرد و عورت دونوں ایک ایک ثالث کا تقرر کریں اور یہ حکمین (ثالث) میاں بیوی کا مؤقف سن کر معاملات سلجھائیں۔

اللہ پاک فرماتے ہیں: ﴿ان خفتم شقاق بینهما فابعثوا حکما من اهله و حکما من اهلها ان یرید اصلاحاً یوفق الله بینهما﴾ (28)

اگر تم لوگوں کو کہیں میاں اور بیوی کے درمیان تعلقات بگڑ جانے کا اندیشہ ہو تو ایک حاکم مرد کے رشتہ داروں میں سے اور ایک حاکم عورت کے رشتہ داروں میں سے مقرر کردو، وہ دونوں اصلاح کرنا چاہیں گے، تو اللہ ان دونوں (میاں بیوی) کے درمیان موافقت کی صورت حال نکال دے گا۔

اسلامی نظریاتی کونسل نے اس بارے میں رہنمائی کی کہ اس بات کی اشاعت اور تربیت عام ہونی چاہئے کہ میاں بیوی کے معاملات میں اختلاف ہوتے ہی بات بے دھڑک طلاق اور خلع تک پہنچنے کی بجائے قرآن مجید کے احکام کے مطابق پہلے فریقین باہم مشاورت اور بات چیت سے مفاہمت کرنے کی کوشش کریں اور اگر اس کوشش میں ان کو ناکامی ہو تو قرآن مجید کے حکم کے بموجب حکمین کا تقرر کیا جائے۔

حکمین کو زوجین میں صرف مصالحت کروانے کا اختیار حاصل ہے البتہ تفریق کے لئے قاضی یا جج کا فیصلہ ضروری ہے۔(29)

موبائل عائلی عدالتوں کا قیام:

نکاح دو مختلف مزاج اور طبائع رکھنے والے اشخاص کے درمیان خوشگوار معاہدہ کا نام ہے اور اس معاہدہ کو قائم رکھنے کے لیے اسلام حسن سلوک، نرمی، برداشت، خیر خواہی اور عفو کی تعلیمات دیتا ہے۔

تاہم اگر میاں بیوی کے درمیان رنجشیں اور اختلافات اگر بڑھ جائیں اور مصالحت و مشاورت اور حکمین کے تقرر سے بھی حل نہ ہوں تو اسلامی نظریاتی کونسل نے سفارش کی کہ شریعت اسلامیہ کے قوانین پر مشتمل موبائل عائلی عدالتیں قائم کی جائیں۔ علماء عدالتوں کی معاونت کریں خصوصاً دیہی علاقوں میں عائلی عدالتوں کو قائم کیا جائے اور ان عدالتوں میں شریعت اسلامیہ سے واقف خواتین جج بھی ہوں۔(30)

عائلی عدالتیں نان و نفقہ، جہیز، طلاق، خلع، بچوں کی تحویل بعد از طلاق اور دیگر خاندانی و عائلی مقدموں کا فیصلہ جلد کر سکتی ہیں اور لوگ سفر کی صعوبتوں، آمد و رفت پر اٹھنے والے اخراجات اور وقت کے ضیاع سے بچ سکتے ہیں۔

کونسل نے یہ بھی تجویز کیا کہ عدالتوں کا ماحول ایسا بنا دیا جائے کہ وہاں پر غیر قانونی موشگافیوں اور فضول نکتہ چینیوں کی بجائے انسانی درد کو محسوس کرتے ہوئے عائلی مسائل و معاملات کو جلد از جلد نپٹا سکیں۔(31)

پاکستان اس لئے معرض وجود میں آیا کہ یہاں کے لوگ اپنی زندگیاں اسلامی تعلیمات کے مطابق گزار سکیں چنانچہ اس کے تینوں دساتیر میں یہ بات طے شدہ تھی کہ ملک کا کوئی بھی قانون قرآن وسنت کی تعلیمات کے خلاف نہ بنایا جائے گا اور اسی لیے اسلامی نظریاتی کونسل کے ادارے کا قیام عمل میں لایا گیا جو علماء کرام اور جدید قانون کی تعلیم کے حامل افراد پر مشتمل ہے اور قانون کے حوالے سے راہنمائی اور معاونت فراہم کرتا ہے۔

اس ادارے نے پاکستان میں مسلم قانون سازی کے حوالے سے قانون ساز اداروں کو گراں قدر سفارشات مہیا کی ہیں تاکہ ایک عمدہ اسلامی معاشرہ تشکیل دیا جا سکے اور چونکہ اسلامی معاشرے کی بنیادی اکائی عائلی و خاندانی نظام ہے اسی لیے قرآن و سنت نے میاں و بیوی کے باہمی رشتے کی مضبوطی اور پائیداری کے لیے جامع تعلیمات دی ہیں۔اسلامی نظریاتی کونسل کا ادارہ جو پاکستان میں مسلم قانون سازی کے حوالے سے اداروں کو معاونت اور راہنمائی مہیا کرتا ہے اس نے جدید عائلی نظام کے بارے میں فقہی سفارشات پیش کی ہیں جن میں نکاح کے وقت ولی (سرپرست) سے مشاورت، لڑکی کی رضامندی کی اہمیت، جہیز کی شرعی حیثیت، شادی و بیاہ کی مسرفانہ رسومات کا خاتمہ، میاں و بیوی کے کے باہمی مسائل کا مصالحت سے حل نکالنا اور خاوند بیوی کے درمیان مسائل کے حل کے لیے عائلی عدالتوں کے قیام وغیرہ کے بارے میں افراد اور قانون ساز اداروں دونوں کے لیے شرعی راہنمائی مہیا کی گئی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ان سفارشات کی روشنی ملک پاکستان میں قانون سازی کی جائے تاکہ عائلی نظام ایک پائیدار اور مستحکم اسلامی معاشرے تشکیل دے سکے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات وحواشی

(1) قرطبی، ابو عبداللہ محمد بن احمد، الجامع الاحکام القرآن، مطبعہ دارالکتب، جلد 16، ص 163

(2) القصص: 83

(3) صدیقی، اقبال احمد، قائداعظم: تقاریر و بیانات، لاہور: بزم اقبال، 1998، جلد 4، ص 921

(4) شہزاد اقبال شام، ڈاکٹر، دساتیر پاکستان کی اسلامی دفعات، ایک تجزیاتی مطالعہ، اسلام آباد: شریعہ اکیڈمی، 2011، ص 54

(5) The daily Dawn, Islamization of Pakistan, August 1961/

(6) Report of the constitution 1961, Karachi Pakistan, page 115/

(7) سہ ماہی اجتہاد، اسلام آباد، اسلامی نظریاتی کونسل، جون 2007، ص 100

(8) ابن ماجہ، محمد بن یزید قزوینی، سنن ابن ماجہ، ریاض: مکتبہ دارالسلام، ابواب النکاح، رقم حدیث 1846

(9) ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، ریاض: مکتبہ دارالسلام، کتاب النکاح، باب فی الولی، رقم حدیث2085

(10) سالانہ رپورٹ 2001 2000، اسلام آباد: اسلامی نظریاتی کونسل، ص 148

(11) نعیم صدیقی، عورت معرض کشمکش میں، لاہور: الفیصل ناشران، 1998، ص 249

(12) سالانہ رپورٹ 201213، ص 49

(13) النیشاپوری، مسلم بن حجاج، الصحیح المسلم، ریاض: مکتبہ دارالسلام، کتاب النکاح، باب استئذان فی النکاح، رقم حدیث 1421

(14) ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، ریاض: دارالسلام، کتاب النکاح، باب فی البکر یزوجھا ابوھا ولا یشامرھا، رقم حدیث2096

(15) سالانہ رپورٹ 201213، ص 94

(16) سالانہ رپورٹ 20002001، ص 148

(17) سالانہ رپورٹ 19921993، ص 178

(18) ایضاً

(19) یوسف، صلاح الدین، شادی بیاہ، لاہور: دارالکتب السلفیہ، ص 3

(20) مسلم، امام، الصحیح المسلم، کتاب النکاح، باب الامر باجابۃ الداعی، رقم حدیث 1432

(21) سالانہ رپورٹ 199293، ص 196

(22) دسویں رپورٹ مسلم عائلی قوانین، اسلام آباد: اسلامی نظریاتی کونسل، ص91

(23) البقرۃ: 233

(24) بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، ریاض: دار السلام، کتاب النفقات، باب اذالم ینفق الرجل، رقم حدیث 5364

(25) صغانی، محمد بن اسماعیل، سبل السلام، کتاب النفقات، باب فی الرجل لایجد ماینفق علی اهله، رقم حدیث 1075

(26) دسویں رپورٹ عائلی قوانین، اسلامی نظریاتی کونسل، ص: 47

(27) سالانہ رپورٹ 200910، ص: 127

(28) النساء: 35

(29) سالانہ رپورٹ 201415، ص: 159

(30) سالانہ رپورٹ 199293، ص: 174

(31) ایضًا، ص: 150